بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا. أَمَّا بَعْدُ:

080: باب 40- اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا انکار کفر ہے۔

[مقدمہ، آیت (النحل:83)، (بخاری:846)]

كتاب التوحيد الذي هو حق الله على العبيد لشیخ الامام العلامہ محمد بن عبدالوہاب التمیمی رحمۃ اللہ علیہ کی اس عظیم کتاب کی شرح کا درس جاری ہے آج کے درس میں ایک نئے باب سے آغاز کرتے ہیں شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "باب قول الله تعالى ﴿يَعْرِفُونَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُونَهَا﴾" (النحل:83) (اللہ تعالیٰ کی نعمت کو جانتے ہیں پھر اس کا انکار کرتے ہیں)۔

شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب کو باندھا ہے یہ بیان کرنے کے لیے کہ توحید کامل کیا ہوتی ہے اور اس کی ضد میں توحید ناقص کب پیدا ہوتی ہے اور اس اعتبار سے لوگوں کی مختلف قسمیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا ہے اور یہ انسان اس دنیا میں اپنی بقاء کے لیے محتاج ہے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا محتاج ہے۔ نعمت ہر اس خیر کا نام ہے جس سے مخلوق کی بقاء اور مخلوق کی آسانی کہ اُس نے اِس دنیا میں کیسے زندگی بسر کرنی ہے، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے بغیر کوئی بھی مخلوق زندہ نہیں رہ سکتی کوئی بھی مخلوق باقی نہیں رہ سکتی۔

اِس مخلوق کا قیام اُس کا وجود، اُس کی بقاء اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے وابستہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی نعمتیں کتنی ہیں ﴿وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوهَا﴾ (النحل:18) (اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو گننا شروع کردو تو تم کبھی بھی گن نہیں سکتے)۔

رزق اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اور رزق میں صرف کھانا پینا، مال و دولت نہیں ہوتی۔ یاد رکھیں، رزق کا ایک وسیع مفہوم ہے جس میں انسان کی بقاء کے لیے زندہ رہنے کے لیے ہر وہ ساز و سامان موجود ہوتا ہے جس سے انسان کی زندگی کا قیام ہوتا ہے اُس میں کھانا ہے، پینا ہے، چھت ہے، اولاد ہے الغرض انسان کی ہر بنیادی ضرورت کو جو چیز پورا کردے اسے رزق کہا جاتا ہے، اور خاص لفظوں میں رزق کا مطلب ہے حلال کمائی کہ ہم مال جو کماتے ہیں وہ رزق ہے لیکن عام مفہوم میں اُس میں سب شامل ہیں۔ تو رزق ایک نعمت ہے اُس کے بعد انسان کی تندرستی (صحت) یہ نعمت ہے۔ رزق تو آپ کو مل گیا لیکن آپ استعمال نہیں کر سکتے تو

ایک نعمت ہے دوسری ہے نہیں تو تندرستی دوسری نعمت ہے۔انسان کی زندگی (زندہ رہنا)اور نعمت ہے، بیوی بچوں کی نعمت ہے۔

یہ مختلف نعمتیں جو ہیں انسان کی زندگی سے بنیادی طریقے سے وابستہ ہیں اور ان سب سے بڑی نعمت جانتے ہیں کیا ہے؟ایمان کی نعمت،اسلام کی نعمت، توحید اور سنت کی نعمت۔ جو لوگ اس دنیا میں زندہ ہیں اور وہ لوگ موحدین ہیں اور متبعین سنت ہیں وہ اس کائنات کے سب سے بہترین لوگ ہیں ورنہ زندہ تو کافر بھی ہے کیا اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے علاوہ زندہ ہے؟!اللہ کی نعمتوں کے بغیر کوئی زندہ رہ نہیں سکتا اور نہ اس کائنات کی بقاء یا قیام ہو سکتا ہے۔ مشرک بھی زندہ ہے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے ہی زندہ ہے، بدعتی بھی زندہ ہے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے ہی زندہ ہے۔

تو یہ کوئی کمال نہیں ہے کہ کوئی شخص سانس لے اور زندہ رہے، جانور بھی سانس لیتا ہے زندہ ہے، کافر بھی سانس لیتا ہے اور زندہ ہے تو کیا مومن بھی سانس لیتے ہوئے زندہ رہے گا بس؟ کیا کوئی فرق نہیں ہے مومن میں، جانور میں، کافر میں کوئی فرق نہیں ہے کیا؟!ہاں کافر اور جانور میں تو کوئی فرق نہیں ہے بلکہ بعض جانور کافروں سے اچھے ہیں ﴿اِنۡ هُمۡ اِلَّا كَالۡاَنۡعَامِ بَلۡ هُمۡ اَضَلُّ﴾ (الفرقان:44) اللہ تعالیٰ گواہی دیتے ہیں قرآن مجید میں کہ بعض لوگوں سے جانور بھی اچھے ہیں۔

یہ کون سے لوگ ہیں اور جانور کیسے اچھے ہیں؟ جو لوگ اپنے محسن کو نہیں پہچانتے کہ سب سے بڑی احسان کرنے والی ذات کون ہے اور پھر اس کے سامنے اپنے سر کو خم کر کے اُس کے احکام کو تسلیم نہیں کرتے یہ لوگ کائنات کے بدترین لوگ ہیں ان لوگوں سے بہتر جانور ہیں۔ جانتے ہیں کیوں؟ جانور غیر مکلف ہے، جانور کو اللہ تعالیٰ نے حکم نہیں دیا ﴿وَاَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّکٰوةَ ﴾ (البقرۃ:43) غیر مکلف ہے اور جن کو یہ حکم دیا ہے اُسے اللہ تعالیٰ نے انسانیت کا شرف بخشا ہے۔ جانتے ہیں خلق کے اعتبار سے انسان شریف ہے اشرف المخلوقات ہے ﴿لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِىۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِيۡمٍ﴾ (التین:4) بہترین ساخت پر پیدا کیا انسان کو اللہ تعالیٰ نے۔

بندر کو بٹھائیں اور انسان کو بٹھائیں اور دیکھیں دونوں میں فرق دیکھیں، بندر کی شکل وصورت دیکھیں انسان کی دیکھیں، بندر کا ناک دیکھیں انسان کو دیکھیں، بندر کے بال دیکھیں انسان کے دیکھیں، بندر کی حرکتیں دیکھیں انسان کی دیکھیں، بندر کیسے کھانا کھاتا ہے انسان کو دیکھیں کیسے کھانا کھاتا ہے۔اگرچہ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ انسان بندر ہی کی اولاد ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ انسان انسان ہوتا ہے اور جانور جانور ہوتا ہے، ہاں یہ ضرور فرمایا ہے کہ بعض انسانوں سے یہ جانور زیادہ اچھے ہیں زیادہ بہتر ہیں۔

﴿لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡمٍ﴾ یہ احسن تقویم کیا ہے؟ یہ نعمتیں ہیں اللہ تعالیٰ کی جن کو ہر انسان جانتا بھی ہے یاد رکھیں، ہر انسان جانتا ہے کہ اُس نے اپنے آپ کو پیدا نہیں کیا پیدا کرنے والا کوئی اور ہے، اُس نے اپنے آپ کو انسان نہیں بنایا انسان بنانے والا کوئی اور ہے۔ ہر انسان جانتا ہے کہ وہ محتاج ہے اور یہ جانتا ہے کہ اس محتاجی کو جس نے پیدا کیا ہے وہ کوئی اور ہے ورنہ خود انسان اپنے آپ کو محتاج پیدا کرتا؟! کیا سمجھتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ انسان کو پیدا کرنے کی صلاحیت انسان کے سپرد کر دے تو انسان اپنے آپ کو کیسے پیدا کرتا ضعیف کمزور مشکلوں میں، مصیبتوں میں؟! ہر گز نہیں! تو انسان یہ بھی جانتا ہے۔

انسان یہ بھی جانتا ہے کہ اس کی بقاء کے لیے اس دنیا میں وہ اپنے اُس محسن کا محتاج ہے جس نے اُسے پیدا کیا، بنیادی طور پر جانتا ہے لیکن انکار کر دیتا ہے! فرعون نے کہا﴿اَنَا رَبُّکُمُ الۡاَعۡلٰی﴾(النازعات:24) مجھے بادشاہت ملی ہے نہریں میرے تلے چل رہی ہیں، میرا حکم چلتا ہے میں جسے چاہوں زندہ کروں جسے چاہوں مار دوں۔ زندہ کروں یعنی اُس کی جان بخش دوں اور مار دوں اُسے سزائے موت دے دوں﴿یُقَتِّلُوۡنَ اَبۡنَآءَکُمۡ وَ یَسۡتَحۡیُوۡنَ نِسَآءَکُمۡ﴾(الاعراف:141) بیٹوں کو قتل کر دیتا ہے اور لڑکیوں کو معاف کر دیتا ہے زندگی بخش دیتا ہے وہ یہ سمجھتا ہے کہ میں ربّ بن گیا ہوں!

اگرچہ اپنے دل میں اُس نے انکار کیا ہے کہ اُس کا خالق کوئی اور ہے؟ نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں سورۃ النمل میں﴿وَ جَحَدُوۡا بِہَا وَ اسۡتَیۡقَنَتۡہَاۤ اَنۡفُسُہُمۡ ظُلۡمًا وَّ عُلُوًّا﴾(النمل:14)۔ اُس نے کلمہ توحید کو جھٹلایا ہے اور جحود ہوتا ہے جاننے کے بعد انکار کرنا، تکذیب صرف انکار کرنے کو کہتے ہیں لیکن جو شخص جانے کے بعد انکار کرے اُسے جاحد کہتے ہیں، جحود۔﴿وَ جَحَدُوۡا بِہَا﴾ (اور اُن لوگوں نے جحود کیا (جھٹلایا، انکار کیا کلمہ توحید کا، اللہ تعالیٰ کے فرامین کا))﴿وَ اسۡتَیۡقَنَتۡہَاۤ اَنۡفُسُہُمۡ ظُلۡمًا وَّ عُلُوًّا﴾ (اس کے بعد جب کہ وہ یقین کر چکے (کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو پیدا کیا ہے اُن کا خالق ہے مالک ہے تدبیر کرنے والا ہے، اللہ تعالیٰ ہی سب سے بڑا منعم اور محسن ہے، یقین کرتا تھا فرعون بھی یقین کرتا تھا لیکن)﴿ظُلۡمًا وَّ عُلُوًّا﴾ اُس نے ظلم کیا تکبر کی وجہ سے)۔ اور کیا کہہ بیٹھا؟﴿اَنَا رَبُّکُمُ الۡاَعۡلٰی﴾۔

تو یاد رکھیں کوئی بھی انسان اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے بنیادی طور پر حقیقتاً اپنے دل میں انکار نہیں کر سکتا لیکن انکار کیا تو کیسے کیا؟ زبان سے یا عمل سے۔

تو نعمت کے منکرین کی کتنی قسمیں ہوئیں؟ نعمت کے منکرین:

1۔ جو لوگ نعمت کا زبان سے انکار کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی نعمت کا زبان سے انکار کرتے ہیں واضح کافر ہیں جیسے کہ فرعون نے کہا ﴿اَنَا رَبُّکُمُ الۡاَعۡلٰی﴾۔

2۔ جیسا کہ ابلیس نے ﴿خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ﴾(الاعراف:12) (مجھے آگ سے پیدا کیا اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا)۔

(۱) تمہیں آگ سے پیدا کس نے کیا یہ نعمت بھول گئے کیا؟!

(۲) اور آدم کو مٹی سے کس نے پیدا کیا وہی ذات تو ہے!

(۳) اور یہ کس نے کہا کہ مٹی آگ سے بہتر ہے؟

کوئی ثابت کر سکتا ہے پوری دنیا میں بڑے دانشوروں کو لے کر آئیں جمع کر دیں ایک جگہ پر اور اُن سے یہ سوال کریں کہ آگ بہتر ہے یا مٹی بہتر ہے اور وہ ثبوت پیش کر کے دکھائیں کہ آگ بہتر ہے، سوال ہی نہیں پیدا ہوتا لیکن تکبر، وہی تکبر وہی گھمنڈ، وہی بغض وہی حسد جب یہ مل جاتی ہے ناں تو انسان کو ہلاک کر کے رکھ دیتی ہیں۔

تو زبان سے انکار ایسے لوگوں نے کیا اور آج کے کافر زبان سے انکار کرنے والے ہیں اور اُس میں بعض لوگ ایسے ہیں جو کفر اکبر کے درجے تک تو نہیں پہنچتے لیکن زبان سے وہ کہتے ہیں کہ اگر فلان شخص نہ ہوتا تو آج میں ہلاک ہو جاتا، اگر فلان شخص نہ ہوتا یا فلان کمپنی نہ ہوتی تو آج میں اس مقام پر نہ پہنچتا۔

یہ مقام جو تمہیں دیا ہے کس نے دیا ہے یہ کمپنی نے دیا ہے یا کمپنی کے منیجر نے دیا ہے؟ کمپنی کو اٹھایا کس نے ہے کس نے کامیاب کیا ہے؟ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ دنیا میں جتنی بھی کمپنیاں ہیں وہ ناکام ہونے کے لیے بنی ہیں؟! جتنے بھی لوگ دنیا میں محنت کر رہے ہیں وہ ناکامی کے لیے محنت کر رہے ہیں؟!

تصور کریں جب میں ایف ایس سی میں تھا تو ہماری کلاس تقریباً چالیس کی کلاس تھی تیس کہتے تھے کہ ہم ڈاکٹر بننا چاہتے ہیں (تقریباً) خواہش تھی اور دنیا میں دیکھیں لاکھوں اسٹوڈنٹ جو ہیں اُن کی تمنا ہوتی ہے کہ ہم ڈاکٹر بنیں، محنت کرتے ہیں لیکن ڈاکٹر کتنے بنتے ہیں؟

جو ناکام ہوتے ہیں کیا وہ ناکام ہونے کے لیے محنت کرتے ہیں؟

یاد رکھیں ہمارے ذمے ہے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کریں جیسا کہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے کا حق ہے اسباب شرعیہ پر عمل کرتے ہوئے، محنت کریں، جدوجہد کریں اور پھر اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیں اگر میری اور آپ کی بہتری ڈاکٹر بننے میں ہے تو ڈاکٹر ضرور بنیں گے آپ کیونکہ ہم یہ نہیں جانتے کہ ڈاکٹر بننے کے بعد ہم کریں گے کیا۔

یاد رکھیں میری بہتری کہاں پر ہے میں نہیں جانتا ہوں میرا خالق جانتا ہے، آپ کی بہتری کہاں پر ہے آپ کا خالق جانتا ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿عَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۗ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ

﴿وَاَنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ﴾(البقرة:216)(عنقریب ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ بعض لوگ کسی چیز سے نفرت کرتے ہیں ناپسند کرتے ہیں اور اُسی میں اُن کی خیر ہوتی ہے اور عنقریب بعض ایسے لوگ ہیں جو کسی چیز کو پسند کرتے ہیں اور اُس میں شر ہوتا ہے اُن کے لیے)﴿وَاللّٰهُ يَعۡلَمُ وَاَنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ﴾(تو اللہ تعالیٰ جانتا ہے تم لوگ نہیں جانتے)۔

اس لیے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دو بہتر ہے تمہارے لیے اگر کوئی بھی انسان اپنے آپ کو اپنے حوالے کر دیتا ہے تو وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔اس لیے دیکھیں پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک دعا تھی بڑی پیاری دعا تھی اور میری بھائیوں سے بہنوں سے اور حاضرین وسامعین سے یہی گزارش ہے کہ اس دعا کو یاد کر لیں"اللَّهُمَّ رَحْمَتَكَ أَرْجُو فَلَا تَكِلْنِي إِلَى نَفْسِي طَرْفَةَ عَيْنٍ، وَأَصْلِحْ لِي شَأْنِي كُلَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ"۔

"اللَّهُمَّ"(اے میرے اللہ !اے میرے معبود برحق!)"رَحْمَتَكَ أَرْجُو"(میں تیری رحمت کا امیدوار ہوں میں تیری رحمت کا محتاج ہوں)"فَلَا تَكِلْنِي إِلَى نَفْسِي طَرْفَةَ عَيْنٍ"(مجھ پر رحم فرمادے اور مجھے اپنے نفس کے حوالے پلک جھپکنے کے برابر بھی نہ کرنا اس لمحے کے برابر بھی نہ کرنا) "وَأَصْلِحْ لِي شَأْنِي كُلَّهُ"(اور میرے سارے کے سارے معاملات درست فرمادے)"لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ"(تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں)۔

عظیم دعا ہے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ ہے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دینا ہے کہ اے اللہ تعالیٰ! تیرے سوا میرا کوئی بھی مشکل کشا، حاجت روا نہیں ہے اور میں مشکل میں گھر چکا ہوں، مشکلات نے ہر طرف سے مجھے گھیر رکھا ہے مجھے میرے نفس کے حوالے ایک پلک جھپکنے کے برابر بھی نہ کرنا۔کیوں؟ دعا مانگنے والے کون ہیں؟ رحمت للعالمین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم،اور الفاظ دیکھیں خضوع، خشوع،انکساری کی انتہا،اپنے آپ کو اپنے ربّ کے حوالے کرنے کے بلند ترین اور عظیم درجے پر فائز ہونا یہ ہر بندے کے بس کی بات نہیں ہے۔

جانتے ہیں کہ جسے اللہ تعالیٰ اُسے اپنے نفس کے حوالے کر دیتا ہے ایک پلک جھپکنے کے برابر بھی تو اس کا انجام کیا ہوتا ہے؟ فرعون ،ابو جہل کا انجام۔اِن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اُن کے حوالے کر دیا ہے وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے حوالے میں آنا نہیں چاہتے تھے،اُن لوگوں نے کہا"میں، أنا"اور أنا ہلاکت ہے"میں کرنے والا ہوں، میں کرنے والا ہوں، میں کرنے والا ہوں" جاؤ تم کرنے والے ہو تو جا کر کر کے دکھاؤ اور جس نے بھی کہا"میں"اُس کے اندر فرعونیت، ہامانیت، ابلیسیت موجود ہے کسی نہ کسی صورت میں اور یاد رکھیں وہ شخص کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا نہ دنیا میں اور نہ آخرت میں اُس کا انجام وہی ہوگا جو ابلیس، فرعون اور ہامان کا ہوا ہے، قارون کا ہوا ہے۔

3۔ قارون نے کہا﴿ اُوْتِیْتُهٗ عَلٰی عِلْمٍ عِنْدِیْ ﴾(القصص:78)(یہ مال و دولت میں نے کمائی ہے اپنی محنت سے کمائی ہے (میری جدو جہد ہے اس میں کسی کا کوئی کمال نہیں ہے کسی کا کوئی احسان نہیں ہے))۔اپنے ربّ کو بھول گیا انجام کیا ہوا؟﴿فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ ﴾(القصص:81)(وہ،اُس کا گھر،اُس کا مال و دولت،اُس کا خزانہ زمین میں دھنسا دیا)۔

کس نے زمین میں دھنسایا؟دیکھو پانی میں تو غرق ہوتے دیکھا ہے کبھی زمین میں غرق ہوتے ہوئے کسی کو دیکھا ہے ؟ بعض لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے زمین میں غرق کر دیا ہے اسی مٹی کے اندر غرق کیا ہے !زمین نے اپنا منہ کھولا اور زمین نے کہا ہے اے اللہ تعالیٰ!مجھے اجازت دے میں اسے نگل لوں میرے اوپر ایسے شخص کا چلنا اور پھرنا اب ناممکن ہو گیا ہے !کیسے سینہ تان کر چل سکتا ہے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو جھٹلا کر یہ شخص زندہ کیسے ہے ؟!

آپ جانتے ہیں کہ کتنے ایسے لوگ دنیا میں موجود ہیں جن کی زندگی اس طرز عمل کے مطابق گزرتی ہے کہ جس سے زمین، آسمان، درند اور پرند پریشان ہیں!نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں ایک جنازے کو دیکھتے ہوئے ’’مُسْتَرِیحٌ وَمُسْتَرَاحٌ مِنْهُ‘‘(آرام پانے والا اور دوسروں کو آرام دینے والا، راحت پانے والا اور دوسروں کو راحت دینے والا)۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی اے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ’’مَا الْمُسْتَرِیحُ وَالْمُسْتَرَاحُ مِنْهُ؟‘‘(یہ مستریح کون ہے اور کیا ہے اور ’’الْمُسْتَرَاحُ مِنْهُ‘‘ کون ہے اور کیا ہے ؟)۔ذرا غور کریں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ کافر اور بدکار انسان جب مر جاتا ہے تو اُس سے راحت پا لیتے ہیں زمین و آسمان اور درند اور پرند، وہ مصیبت تھا اس دنیا میں اور اس کائنات میں۔ اُس کی اس بدکاری کا اثر اس کے اس پانچ فٹ کے اندر منحصر نہیں ہے اُس کے کفر اور بدکاریوں اور نافرمانیوں کا اثر اس زمین و آسمان کو آلود کر رہا ہے اور پوری کائنات پر اس کا اثر ہے۔جب انسان مر جاتا ہے تو زمین و آسمان اور درند اور پرند خوش ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ!تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے تو نے ہمیں اس مصیبت سے نجات عطا فرمائی ہے،لوگ خوش ہوتے ہیں کہ یہ مصیبت ہمارے سر سے ٹل گئی۔زمین و آسمان،لوگ،درند پرند،سکون کا سانس لیتے ہیں جب بعض لوگ مرتے ہیں اور اس دنیا سے جاتے ہیں!یہ مستراح منہُ ہیں مستریح کون ہے ؟

اور بعض لوگ جب مومن اور فرمانبردار انسان مر جاتا ہے تو دنیا کی مشقتوں سے راحت پا لیتا ہے ، دنیا کی مصیبتوں سے جان چھوٹ جاتی ہے اس کی۔

میرا سوال یہ ہے کہ مر تو ہم نے بھی جانا ہے اگر اس لمحے میں ہمیں موت آ جائے تو ہم کس گروہ میں شامل ہیں مستریح میں یا مستراح منہُ میں ؟مرنے کے بعد جب لوگ ہمارا ذکر کریں گے تو کس صورت میں کریں کس حالت میں کریں گے کہ اللہ کا شکر

ہے جان چھوٹ گئی اور بددعا کریں گے یا ہاتھ اٹھا کر دعا کریں گے ؟ یہ آپ کے اور میرے اعمال پر منحصر ہے ہمارے اخلاق پر منحصر ہے۔

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو جھٹلانے والے لوگ دوسرے گروہ میں تو شامل ضرور ہیں جس سے یہ زمین و آسمان، درند اور پرند، ساری کی ساری مخلوق سکون اور راحت حاصل کریں گے، اور وہ لوگ جو دنیا کی مشقتوں سے راحت حاصل کر کے جائیں گے یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اقرار کرتے ہیں انکار نہیں کرتے۔

جب نعمت کی بات آتی ہے تو پھر شکر کی بات بھی ضرور آتی ہے کیونکہ نعمت کا اقرار کرنے کا نام ہے نعمت کا شکر کرنا اور شکر جو ہے کیا ہے ؟ نعمت کے بدلے میں اُس احسان کا بدلہ اللہ تعالیٰ سے اچھے الفاظوں میں شکر کے الفاظوں میں ادا کرنا۔ یہ مفہوم جو ہے یہ عام لوگ جانتے ہیں لیکن یہ ناقص مفہوم ہے یہ شکر کا تہائی حصہ ہے تیس فیصد، تینتس فیصد حصہ ہے بس باقی ستّر فیصد جو ہے اُس سے اکثر مسلمان غافل ہیں اور ناشکرے ہیں۔

آپ جانتے ہیں کہ شکر تین حصوں پر قائم ہے، پہلا حصہ ہے دل سے اقرار اور یقین کرنا کہ نعمت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی آئی ہے، روزی تو مجھے ملی ہے مجھے فلان کمپنی میں لیکن روزی لکھی اللہ تعالیٰ نے ہے اور اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہی مجھے یہ نوکری ملی ہے۔ منعم اللہ تعالیٰ ہے دل سے یقین کرنا۔

دوسرا حصہ ہے زبان سے اُس کی تصدیق کرنا کہ اللہ تعالیٰ تیرا ہی فضل و کرم ہے تیرا ہی احسان ہے، تیرا ہی رحم و کرم ہے کہ آج جس مقام پر میں پہنچا ہوں یہ صرف تیرا ہی کرم ہے میں اس قابل نہ تھا میں اس لائق نہ تھا، تو زبان سے بھی اُس کا اقرار ہے۔

انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو اکثر دیکھیں دعا میں کیا ہوتا ہے ؟

"ربِّ، ربِّ، ربِّ، ربِّ" وجہ کیا ہے ؟ کہ ربّ وہ ہے جو احسان کرنے والا ہے خالق ہے، رازق ہے، مالک ہے، تدبیر کرنے والا ہے، مشکل کشا حاجت روا ہے تو سب سے پہلے اپنی دعا میں اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تو ہی منعم ہے تو ہی محسن ہے۔ اب دیکھیں:

سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو غلطی ہوئی کیا کہا ﴿قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ۫وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾ (الاعراف:23)۔

سیدنا ایوب علیہ الصلاۃ والسلام مصیبتوں میں مشکلوں میں کیا دعا مانگی ؟ ﴿رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ﴾ (انبیاء:83)۔ اللہ اکبر۔

سید ناز کریا علیہ الصلاۃ والسلام کو بچے کی تڑپ ہوئی ﴿رَبِّ لَا تَذَرۡنِیۡ فَرۡدًا وَّاَنۡتَ خَیۡرُ الۡوٰرِثِیۡنَ﴾(الانبیاء:89)۔

ربِّ،ربِّ،ربِّ، یہ کیا پیغام ہے ؟ غلطی ہوئی توبہ کی کوشش کی تو"ربِّ"کیونکہ اللہ تعالیٰ تیرے سوا کوئی بھی انعام،احسان کرنے والا کوئی ہے ہی نہیں۔ بیماری کی مصیبت آئی"ربِّ"کہ اللہ تعالیٰ تیرے سوا کوئی بھی شفاء نہیں دے سکتا۔ صحت کی نعمت کہاں سے آتی ہے؟اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔

اور جب اولاد کی تڑپ ہوئی اولاد کی نعمت کس کے ہاتھ میں ہے ؟﴿رَبِّ لَا تَذَرۡنِیۡ فَرۡدًا وَّاَنۡتَ خَیۡرُ الۡوٰرِثِیۡنَ﴾تو زبان سے اقرار کرنا۔

اور تیسرا حصہ ہے عمل سے ثابت کرنا کہ جو دل میں ہے جو زبان پر ہے اُس کو عمل سے ثابت کر کے دکھانا،اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿اِعۡمَلُوۡۤا اٰلَ دَاوٗدَ شُکۡرًا﴾(سبا :13) (اے آل داود ! عمل کر کے شکر ادا کرو اللہ تعالیٰ کا)۔ عمل کیا ہے ؟ عمل آیت ہے ﴿اِعۡمَلُوۡۤا اٰلَ دَاوٗدَ شُکۡرًا﴾(اے آل داود ! اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو عمل کرتے ہوئے)۔اور انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اللہ تعالیٰ کا جب شکر ادا کرتے تو ان تین چیزوں کی بنیاد پر شکر ادا کرتے،زبان سے، عمل سے اور دل سے دل کے یقین کے ساتھ۔

شکر تو ہم بھی ادا کرتے ہیں لیکن کیسے کرتے ہیں؟زبان سے شکر ادا کرنے والے بہت ہیں،بہت ہیں گن نہیں سکتے آپ،زبان سے اور دل سے شکر کرنے والے اِن کے بعد کا درجہ ہے یہ بھی ان شاء اللہ امت میں آپ کو ملیں گے کیونکہ جانتے ہیں کہ نعمتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں لیکن سب سے کم لوگ کون سے ہیں؟جو عمل سے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں۔

جانتے ہیں عمل کا مطلب کیا ہے عمل سے کیسے شکر ادا کیا جاتا ہے؟کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں،اللہ تعالیٰ کے احسانوں کا بدلہ جو ہے جیسے زبان سے اقرار ہوتا ہے دل سے یقین ہوتا ہے اسے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں اپنے سارے کے سارے اعمال صرف کر دے۔ نمازی جب نماز پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر عملاً ادا کر رہا ہوتا ہے، روزے دار جب روزہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی نعمت کا عملاً شکر ادا کر رہا ہوتا ہے، زکوۃ دینے والا جب زکوۃ دیتا ہے صدقات خیرات دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا شکر عملاً ادا کر رہا ہوتا ہے، حاجی جب حج کرتا ہے اللہ تعالیٰ کا شکر عملاً ادا کر رہا ہوتا ہے، والدین کا فرمانبردار، پڑوسیوں کا خیال کرنے والا، رشتے کو جوڑنے والا ، مسلمانوں کے حقوق ادا کرنے والا، عدل وانصاف کرنے والا، بچوں کی اچھی تربیت کرنے والا یہ سارے کے سارے اعمال صالحہ ہیں اور یہ سارے کے سارے وہ اعمال ہیں جن سے عمل کرنے والا اپنے عمل سے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہا ہوتا ہے۔

اس کی ضد میں جو لوگ سود کھاتے ہیں، والدین کی نافرمانی کرتے ہیں، رشتہ توڑتے ہیں، پڑوسیوں کو پریشان کرتے ہیں، بچوں کی اچھی تربیت نہیں کرتے اُن کے پاس وقت ہی نہیں ہوتا، یہ لوگ ناشکرے ہیں عملاً اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرتے ہیں۔ بے نمازی نا

شکرا ہے، جو لوگ استطاعت ہوتے ہوئے بھی حج نہیں کرتے ناشکرے ہیں اگرچہ زبان سے لاکھوں مرتبہ شکر کیوں نہ ادا کریں۔ جو لوگ پیسے کے باوجود بھی زکوۃ نہیں نکالتے مجھے تعجب ہوا کہ بعض اچھے لوگ جو ظاہراً اچھے ہیں کہتے ہیں ''ہم ٹیکس ادا کرتے ہیں (سینہ تان کر ایسے بیٹھے ہوتے ہیں) اس لیے ہم حکومت کے خلاف بات کرتے ہیں''۔ ٹیکس ادا کرتے ہیں اُن سے پوچھیں کبھی زکوۃ بھی دی ہے؟ کہتے ہیں زکوۃ کیا ہوتی ہمیں پتہ نہیں زکوۃ کیا ہوتی ہے؟!

ہمارے معاشرے میں کتنے لوگ ہیں جو جانتے ہیں زکوۃ ہوتی کیا ہے اور زکوۃ کس کو کتنی دینی چاہیے اور کب دینی چاہیے کیا جانتے ہیں ہم؟! یہ لوگ ناشکرے ہیں عملاً ناشکرے ہیں اگرچہ زبان سے لاکھوں مرتبہ کیوں نہ اقرار کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ تیرا شکر ہے اللہ تعالیٰ تیرا شکر ہے، کوئی فائدہ نہیں، بے نمازی ہو تو کوئی فائدہ نہیں یہ ناشکری ہے۔

اِن سے بڑھ کر جو ناشکرے ہیں بدعتی بدعت کرنے والے، عمل تو کرنا ہے نیت بھی اچھی ہے لیکن سبیل رسول نہیں اپنایا، سبیل المؤمنین کو نہیں اپنایا، عبادت تو کی ہے لیکن وہ عبادت ہی نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی اجازت ہی نہیں دی اور نہ ہی پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی اجازت دی ہے اور نہ ہی صحابہ کرام نے اس پر عمل کیا ہے۔ جشن میلاد النبی منانا ،رجب کے کونڈے، محرم کا ماتم ،یہ بدعات اور خرافات ہیں اور جو بدعتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کا ناشکرا ہے اگرچہ عمل تو کر رہا ہے وہ لیکن یہ عمل عمل صالح نہیں ہے اس لیے ناشکری ہے۔

اِن سے بڑھ کر جو بڑے ناشکرے ہیں جو شرک کرنے والے ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسری ذات کو کسی عبادت میں شریک کر دیتے ہیں! نماز تو پڑھنی ہے اللہ تعالیٰ کے لیے لیکن دعا پکار غوث کے لیے، نماز پڑھنی ہے اللہ تعالیٰ کے لیے لیکن مشکل کشائی علی کے لیے! سبحان اللہ ،یہ اس کائنات کے بدترین اور بدبخت لوگ ہیں اللہ تعالیٰ کے سب سے بڑے ناشکرے ہیں۔

ارے یار اس نے چالیس حج کیے ہوئے ہیں آپ کیسی بات کرتے ہیں! اس کی داڑھی دیکھیں، اس کے سر پر پگڑی دیکھیں پہلی صف میں وہ نماز پڑھتا ہے چالیس اس نے حج کیے ہوئے ہیں اور آپ کہتے ہیں ناشکرے ہیں بدترین انسان ہیں یہ کوئی انصاف کی بات ہے؟!

اللہ کی قسم یہ عین انصاف ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنا نہیں جانتے وہ اس کائنات کے بدترین لوگ ہیں اور اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا حق ہے توحید کا حق اور جو اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنا نہیں جانتے توحید کو نہیں جانتے کہ ہوتی کیا ہے اور شرک کی دلدل میں غرق ہو چکے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے سب سے بڑے ناشکرے اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔

ہم یہ جان چکے ہیں کہ نعمت کیا ہوتی ہے احسان کیا ہوتا ہے، اس اعتبار سے لوگوں کی کتنی قسمیں ہیں، پھر نعمت کا شکر ادا کیسے کیا جاتا ہے شکر کی کتنی قسمیں ہیں اور لوگوں کی کتنی قسمیں ہیں شکر کے اعتبار سے، اب دیکھتے ہیں کہ شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب کو باندھا کیوں ہے کیا پیغام دینا چاہتے ہیں۔

پیغام یہی ہے جو میں نے پہنچا دیا آپ کو اب دلیل کیا ہے شیخ صاحب کی اس باب کو باندھا کیوں ہے؟ شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "باب قول الله تعالى" (اور اللہ تعالیٰ کا فرمان) ﴿يَعْرِفُونَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا﴾ الآیۃ۔

"وقول الله تعالى" (اور اللہ تعالیٰ کا فرمان) ﴿يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ (النحل:83) (یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمت کو پہچانتے ہیں پھر اُس کا انکار کرتے ہیں اور اِن میں اکثر ایسے ہیں جو کافر ہیں)۔ یہ کفر کون سا ہے؟ "کفر النعمۃ" (ناشکری کا کفر) اور یہ دو قسم کے کفر ہیں میں نے بتایا ہے کفر اکبر بھی ہو سکتا ہے کفر اصغر بھی ہو سکتا ہے۔

مشرک اگرچہ نعمتوں کا اقرار کرتا ہے اپنی زبان سے لیکن وہ اپنے عمل کے اعتبار سے ناشکرا ہے اور کافر ہے لیکن بنیادی طور پر جب کفر النعمۃ کی بات آتی ہے تو یہ کفر اصغر ہی ہوتا ہے اور شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ باب اسی لیے باندھا ہے کفر اصغر کے لیے باندھا ہے بنیادی طور پر تاکہ لوگ جان لیں کفر اصغر کی ایک قسم یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرنا نعمتوں کی نسبت کسی اور کی طرف کر دینا اور اس میں دونوں مفہوم موجود ہیں یا تو کفر اکبر یا تو کفر اصغر لیکن عام طور پر جب کفر النعمۃ کی بات آئی تو آپ یہ سمجھ لیں کہ کفر اصغر ہی ہے، اِلا کہ یہ ثابت ہو جائے کہ اس انسان نے کفر اکبر کا ارتکاب کیا ہے جیسا کہ شرک ہے اور بدعات مکفرہ ہیں۔

اس آیت کی تفسیر میں امام مجاہد بن جبر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "انسانوں کا یوں کہنا کہ یہ تو مال مجھے اباؤ اجداد کی طرف سے ورثے میں ملا ہے اللہ تعالیٰ کی نعمت کا انکار ہے"۔

ابن جریر الطبری کی تفسیر میں امام مجاہد بن جبر رحمہا اللہ جانتے ہیں امام مجاہد کون ہیں؟ شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب آپ کو کسی تفسیر میں امام مجاہد بن جبر کا قول مل جائے اور ثابت ہو جائے تو اسے مضبوطی سے تھامے رکھنا۔

امام مجاہد بن جبر رحمۃ اللہ علیہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے شاگرد ہیں فرماتے ہیں میں نے تین مرتبہ قرآن مجید کی تفسیر سیدنا عبداللہ بن عباس کے سامنے پیش کی (یعنی اُن سے سیکھا اور پھر اُن کو سنایا تین مرتبہ پورے قرآن مجید کی تفسیر)۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں امام مجاہد بن جبر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ﴿يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ (کہ جو لوگ اس طریقے سے کہتے ہیں یہ مال (یعنی اُن کی مثال دیکھیں عملی مثال) تو مجھے ورثے میں ملا ہے اباؤ اجداد

میرے لیے چھوڑ کر گئے ہیں)۔ تو محسن کون ہے اس کے لیے نعمت کس کی طرف سے آئی ہے ؟ اباؤاجداد سے آئی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اُن کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو جان چکے ہیں کہ اصل نعمت کس نے دی ہے ؟ اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔ لیکن انکار کیسے کیا اُس کی زبان سے نسبت کس کی طرف کر دی ؟ اباؤاجداد کی طرف۔ ﴿وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور اکثر لوگ ناشکرے ہیں (اس کائنات میں اکثر لوگ ناشکرے ہیں کفر کا ارتکاب کرنے والے ہیں)۔

اس آیت کریمہ میں جو اہم پیغام ہیں:

1۔ توحید ربوبیت کا اقرار کفار قریش بھی کرتے تھے۔ یعنی ان کا عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ مشکل کشا حاجت روا ہے، ان کا عقیدہ تھا کہ احسان محسن بنیادی طور پر کون ہے اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ ﴿يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ﴾ خلق، رزق، ملک، تدبیر، مشکل کشائی، حاجت روائی ان سب کا مالک اللہ تعالیٰ ہے یہ جانتے تھے وہ۔

2۔ توحید ربوبیت پر ایمان لانا کافی نہیں ہے (صرف توحید ربوبیت پر ایمان لانا کافی نہیں ہے) جب تک اس کے ساتھ توحید الوہیت اور اسماء والصفات شامل نہ ہوں کیونکہ یہ توحید کی ایک قسم ہے ایک حصہ ہے دو حصے اور بھی ہیں۔

3۔ اس وقت تک شکر شکرِ کامل نہیں ہوتا جب تک شکر کے تین حصوں پر عمل نہ کیا جائے کہ زبان سے شکر، دل سے شکر، اور عمل سے شکر۔

4۔ ناشکری زبان سے ہوتی ہے اور اس کو اکثر لوگ جانتے ہیں اور ناشکری عمل سے بھی ہوتی ہے جس سے اکثر لوگ غافل ہیں۔ ناشکری زبان سے ہوتی ہے اکثر لوگ اس سے واقف ہیں جانتے ہیں لیکن ناشکری عمل سے بھی ہوتی ہے اس سے اکثر لوگ غافل ہیں۔

5۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو کفر اور نافرمانیوں میں استعمال کرنا ناشکری ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو کفر کے راستے میں اور نافرمانیوں کے راستے میں استعمال کرنا اور صرف کرنا ناشکری ہے۔

6۔ اکثریت خیریت کی دلیل نہیں ہے بنیادی طور پر، یعنی اکثریت خیریت کی بنیاد نہیں ہے:

﴿وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ (الاعراف:187)

﴿وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ﴾ (غافر:59)

﴿وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ﴾ (غافر:61)

﴿لَا يَعْقِلُوْنَ﴾ (الحجرات:4)۔ یہاں پر کیا فرمایا؟ ﴿وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾۔

تو لوگ یہ نہ کہیں کہ بھئی ہماری تعداد زیادہ ہے ہم حق پر ہیں۔ حق کی پہچان تعداد سے نہیں ہوتی حق کی پہچان اتباع سے ہوتی ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کے متعلق کیا فرمایا جب اکیلے مومن، موحد تھے؟ ﴿إِنَّ إِبْرَٰهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِّلَّهِ﴾ (النحل:120)، ﴿أُمَّةً﴾ یعنی ایک شخص اور اُمت! یعنی ایک شخص صرف اُمت کے برابر۔

کب؟ جب حق کی اتباع کرنے والا صرف ایک ہی انسان تھا دو نہیں تھے، ایک۔ سارے گھر والوں نے گھر سے نکال دیا جھٹلا دیا، قوم والوں نے قوم سے نکال دیا اور شہر والوں نے شہر سے بھی نکال دیا اکیلے انسان تھے ﴿إِنَّ إِبْرَٰهِيمَ كَانَ أُمَّةً﴾، اس آیت کی تفسیر میں سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جماعت کا مفہوم بیان کرتے ہیں کہ جماعت وہ ہے جو حق پر قائم ہو اگرچہ آپ اکیلے کیوں نہ ہوں۔

جو حق پر جمع ہوتے ہیں وہی جماعت ہے اگر آپ دیکھتے ہیں کہ میں اکیلا ہوں کوئی آپ کے ساتھ جمع نہیں ہونا چاہتا تو آپ اکیلے جماعت ہیں۔

7۔ جس نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ناشکری کی ہے تو وہ کافروں کے ساتھ تشبیہ کرتا ہے کسی نہ کسی صورت میں کافروں سے وہ ملتا جلتا ہے کیونکہ اکثر ناشکرے کون ہیں؟ کافر ہیں، مشرک ہیں، بدکار ہیں۔

8۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کی ایک صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو دوسروں کی طرف منسوب کر دینا کسی اور کی طرف منسوب کر دینا کہ نوکری ملی ہے فلاں شخص کی وجہ سے یہ نہ ہوتا تو نوکری نہ ملتی، رزق ملا ہے تو فلاں شخص ہے، میں کامیاب ہوں میرے پیچھے فلاں شخص کا ہاتھ ہے۔

کہنا کیا چاہیے؟ اگر اللہ تعالیٰ نہ ہوتا اور پھر فلاں شخص نہ ہوتا تب بات کر سکتے ہیں آپ، یہ آگے تفصیل آئے گی "لولا الله ثم فلان" وفلاں نہیں کہہ سکتے آپ، "ثم" (پھر) بعد میں۔ دیکھیں میں یہ نہیں کہہ رہا کہ لوگوں کی ناشکری کرو، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں "مَنْ لَا يَشْكُرُ النَّاسَ لَا يَشْكُرُ اللَّهَ" (جو لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتے وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کرتے)۔ وہ بھی ناشکرے ہیں اُس کی ایک قسم ہے آگے بیان کروں گا میں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ نعمتیں بھی آپ اس مخلوق کے سپرد کر دیں کہ اتنے بڑے شکر گزار بن جائیں کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو احسان کو بھول کر وہی احسان، وہی نعمتیں کسی اور کی طرف نسبت کر دیں آپ یہ ناشکری ہے۔

9۔ نعمتوں کی ناشکری کافروں کے اخلاق ہیں اور مومن کے لیے کبھی لائق نہیں ہے کہ وہ کافروں کے اخلاق سے پہچانا جائے۔ تصور کرتے ہیں آپ کہ کوئی مومن کافروں کے اخلاق سے پہچانا جائے! اس کا ایمان کیسا ہے؟ اور پھر وہ مومن کیسے کہتا

ہے؟! کہ اتنا ضعیف اور کمزور اس کا ایمان ہے کہ لوگ کہیں یار یہ شخص ناشکرا ہے اور وہ جانتا ہو کہ وہ شخص ناشکرا ہے عمل کی بنیاد پر!

10۔اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو غیر اللہ کی طرف نسبت کرنا توحید میں قدح ہے اور خدش ہے توحید کو زخمی کر دینے والا عمل ہے، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو غیر اللہ کی طرف منسوب کرنا"قدح في التوحيد"توحید میں خدش اور قدح ہے اور توحید کو زخم لگانے کے برابر ہے۔

11۔جو لوگ لوگوں کے ناشکرے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے بھی ناشکرے ہیں۔تو شکر کا اعتبار کس چیز میں ہے؟ کہ جو شخص آپ پر احسان کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اسے توفیق دی اس نے احسان کیا ہے تو اس کا شکر ادا کرو اگر اس کے لیے اور کچھ نہیں کر سکتے تو دعا تو کر سکتے ہو اس کے لیے ناں۔کچھ دے نہیں سکتے جس نے تم پر احسان کیا ہے اس کے لیے دعا تو کر سکتے ہو کہ نہیں؟ اس کا شکر اگر منہ سے ادا نہیں کر سکتے تو دعا تو کر سکتے ہو اس کے لیے۔اور یہ کیسا انسان ہے جس پر کسی اور شخص نے احسان تو کیا ہے لیکن اس کا شکر ادا نہیں کر سکتا وہ تعجب کی بات ہے!

انسان کی اپنی فطرت میں انسان کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے کیسے پیدا کیا ہے؟ کہ وہ احسان کو سمجھتا بھی ہے اور اُس کا شکر بھی ادا کرنا چاہتا ہے، فطرت میں ہے۔یاد رکھیں کسی مشکل وقت میں اگر کسی نے آپ کا ساتھ دیا ہو اس کا ساتھ آپ کو کبھی بھولتا نہیں ہے اور اچھے دل والا انسان اس تلاش میں رہتا ہے کہ کب میں اُس کے اِس احسان کا بدلہ اتاروں۔یہ اچھی بات ہے لیکن یہ بات بُری کب ہوتی ہے؟ جب سارے کا سارا شکر اُس انسان کے سپرد کر دیا جائے نسبت بھی اِس انسان کی طرف کر دیں اور اُس خالق کو بھول جائیں جس نے اُس انسان کو توفیق دی ہے کہ اُس نے آکر آپ کی مدد کی ہے اور آپ پر احسان کیا ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں ایک تو امام مجاہد بن جبر رحمۃاللہ علیہ کا قول میں نے بیان کیا ہے اور پھر امام ابن قتیبۃ رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں اس آیت کے متعلق"يقولون: هذا بشفاعة آلهتنا"بڑی پیاری بات فرمائی ہے، امام ابن قتیبۃ رحمۃاللہ علیہ کی کتاب ہے غریب الحدیث مشہور و معروف امام ہیں سلف کے وہ فرماتے ہیں۔

اب بات کیا ہو رہی ہے؟ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کرنا اُس کا ایک طریقہ ہے کہ نسبت کسی اور کی طرف کر دینا کہ یہ احسان کسی اور کا ہے نعمت کسی اور کی طرف سے ہے۔اللہ تعالیٰ کو بھول جانا یہ جانتے ہوئے کہ اصل منعم کون ہے؟ اللہ تعالیٰ ہے۔تو وہ فرماتے ہیں"يقولون: هذا بشفاعة آلهتنا"(یہ جو کچھ ہوا ہے یہ ہمارے معبودوں کی شفاعت سے ہی ہوا ہے(ہماری جو بھی کامیابی ہے اگر یہ لات، یہ عزیٰ، یہ ہبل نہ ہوتے تو ہم کبھی کامیاب نہ ہوتے))۔

قریش تجارت میں کامیاب تھے امن وامان میں کامیاب تھے، باقی جتنے بھی قافلے ہوتے تھے تجارت کے وہ لوٹے جاتے قریش کے قافلوں کو کوئی لوٹتا نہیں تھا جانتے ہیں کیوں؟ اللہ تعالیٰ کا انعام اور احسان تھا۔ کیسے؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ ۝۱ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّیْفِ ۝۲ فَلْیَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَیْتِ ۝۳ الَّذِیْۤ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ۬ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ﴾(قریش:1-4)

جو سفر کرتے تھے سردیوں میں یمن کی طرف اور گرمیوں میں شام کی طرف کیونکہ شام شمالی علاقے میں ہے وہاں پر سردی زیادہ ہوتی تھی اور عربی جانتے تھے صحرا میں رہنے والے سردیاں برداشت نہیں کرتے تھے تو جب سردی ہوتی تھی وہ یمن کی طرف جاتے تھے اور جب گرمی ہوتی تھی تو موسم اچھا ہوتا تھا شام کی طرف جاتے تھے۔ ﴿رِحْلَةَ الشِّتَآءِ﴾(سردی) ﴿وَالصَّیْفِ﴾(گرمی) ﴿فَلْیَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَیْتِ﴾۔ تو کس نے احسان کیا کہ تجارت میں کامیابی اور امن وامان کا یہ عالم کس کا احسان ہے؟ وہ جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے پتہ ہے! ابو جہل جانتا تھا لیکن وہ یہ سمجھتا تھا کہ لات اور ہبل کی شفاعت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ہم پر مہربانی کرتا ہے۔

﴿اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ﴾ تجارت میں کامیابی، کہاں پر صحرا اور کہاں پر کھانے پینے کی فراوانی اور مال کی فراوانی، باقی سارے کے سارے قافلے لوٹے جاتے اور عربی جو ہیں (عرب جو تھے) وہ سب سے بڑے لٹیرے تھے اس دنیا میں، سب سے بڑے لٹیرے یعنی عجم بھی ڈرتے تھے، باقی سب انگریز وغیرہ سب ڈرتے تھے اس خطے میں آتے نہیں تھے پتہ ہے آپ کو! اس صحرا کی طرف آتے نہیں تھے وہ ان کو پتہ ہے کہ ہماری نہ تو جان محفوظ ہے نہ ہمارا مال محفوظ ہے اس لیے اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ کسی کا بھی قبضہ مکہ پر نہیں ہوا۔

یاد رکھیں انگریز جو ہیں وہ شمال میں گئے جنوب میں گئے، مشرق مغرب میں ہر جگہ پر گئے (اللہ تعالیٰ کی حکمت دیکھیں)، کسریٰ کو دیکھیں کسریٰ قریب تھا ایران جو ہے دور نہیں تھا آگ کے پجاری جو تھے کسریٰ، اُس نے دنیا فتح کی تھی اُس کا جو یعنی علاقہ تھا بہت پھیلتا گیا اور جنگیں بھی کیں اُس نے اور اُس نے یہ چاہا ہے کہ زیادہ زمین پر میرا قبضہ ہو جیسا کہ اُس زمانے میں بادشاہوں کی چاہت ہوتی تھی لیکن اُس نے رُخ مکہ کی طرف نہیں کیا صحرا کی طرف نہیں کیا۔ جانتے ہیں کیوں؟

اُس نے خود اقرار کیا ہے وہ کہتا ہے ہم سمجھتے تھے کہ یہ لوگ جو ہیں یہ انسان نہیں جانوروں کی طرح زندگی گزارتے ہیں لوٹ مار، ظلم کرنا، کوئی خیر کہیں سے نظر نہیں آتا تو اُس صحرا پر کریں گے کیا ہم! اور پھر ان لوگوں پر قابو بھی نہیں پا سکتے ہم لوگ ہر طرف سے لوٹ مار لگی ہوئی ہے! حکمت دیکھیں اللہ تعالیٰ کی صرف قریش کا ایک قبیلہ تھا لٹیرے دیکھ کر رُک جاتے کہ یہ لوگ

اللہ تعالیٰ کے گھر کے رکھوالے ہیں اِن کو نہ لوٹو۔ دیکھیں کفر بھی ہے، ڈکیت بھی ہیں کافر بھی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے گھر کی عزت کرتے ہیں۔

مشرکین نے جب کعبہ کی تعمیر کرنا چاہی ابو جہل، ابو لہب سب شامل تھے، سردار سب شامل تھے جانتے ہیں کیسے تعمیر کی؟ ایک میٹنگ بلائی سب اکٹھے بیٹھے مسئلہ کیا تھا کہ حلال مال سے ہی اس کعبہ کی تعمیر کرنی ہے اللہ تعالیٰ کا گھر ہے یہ اس میں حرام مال شامل نہیں ہونا چاہیے کسی صورت میں بھی۔ آپ تصور کریں کہ کتنا بدترین زمانہ تھا وہ کہ حلال مال پوری قوم کا اتنا تھوڑا تھا کہ پورا کعبہ بھی نہ بن سکا۔

جانتے ہیں کعبہ کی تعمیر جو ہے یہ ناقص ہے آج بھی ناقص ہے یہ چار دیواری جو ہے اصل میں یہ جو حطیم کا علاقہ کہا جاتا ہے یہ کعبے کا حصہ ہے۔

حلال مال کم ہو گیا کیا کریں؟ دیکھیں ایک دینار، درہم کی ملاوٹ نہیں کی، کیا کرتے ہیں؟ اب اللہ کا گھر تو بنانا ہے یہ ضروری ہے اور حلال مال کم ہے بس جتنا بنتا ہے اُتنا بنا دیتے ہیں، چھوٹا بناتے ہیں بنانا ضروری ہے اور چھوٹا ہی بنا دیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو ایک دفعہ بیٹھے ہوئے ہیں ایسے فرماتے ہیں "اگر تیری قوم نو مسلم نہ ہوتی ابھی (یعنی نئے نئے مسلمان نہ ہوتے) تو میرا دل کرتا ہے کہ میں کعبے کو توڑوں پھر سے دوبارہ تعمیر کروں جیسا کہ سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے تعمیر کی تھی"۔ سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے جو تعمیر کی تھی تعمیر ایسی نہیں تھی جیسے آج کعبہ موجود ہے، سبحان اللہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے۔

تاریخ میں ایک مرتبہ پھر یہ کعبہ ویسے بنا جیسے سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے بنایا تھا اور سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بنایا تھا۔ جب حجاج نے منجنیق مار کر کعبے کے ایک حصے کو توڑ دیا تھا اور گر گیا اور اُس کے کپڑے میں آگ لگ گئی تو سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ کعبے کو دوبارہ تعمیر کیا جائے اور مشورہ کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کہ اب تعمیر کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ جو ارادہ تھا کہ میرا دل کرتا ہے دوبارہ تعمیر ہو اور سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کی بنیاد پر ہی تعمیر ہو۔ تو پھر اسے تعمیر کیا سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کی بنیاد پر ہی تعمیر کیا کعبہ پھر سے بنا لیکن جب حجاج نے پھر حملہ کیا پھر کعبہ گر گیا ایک دیوار گر گئی تو پھر حاکم وقت نے خلیفہ نے جب کعبے کی دوبارہ تعمیر کا حکم دیا (دیکھیں کم علمی دیکھیں دیکھیں جب علماء سے دوری ہوتی ہے تو یہی غلطی ہوتی ہے) تو انہوں نے کہا" کہ یہ عبد اللہ بن زبیر کی بدعت ہے اُس نے کعبے کی شکل بھی بگاڑ دی ہے تو کعبے کو ویسے بنائیں جیسے پہلے بنا ہوا تھا" اور پھر وہی تعمیر کعبے کی کی۔ جب امام مالک رحمہ اللہ کو پتہ چلا جا کر کہا یہ تم لوگوں نے

غلط کیا ہے۔امام مالک رحمہ اللہ مدینہ کے آپ جانتے ہیں عالم ہیں جب خبر ملی کہ اس طریقے سے انہوں نے کیا ہے تو انہوں نے کہا کہ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے جو کیا صحیح کیا اور یہ غلط ہے جو تم کر رہے ہو (میں یہ بھول گیا امام مالک نہیں امام مالک تو اس وقت نہیں تھے کون سے امام تھے، امام حسن البصری رحمہ اللہ تھے شاید بہر حال کوئی بڑا تابعی تھا بڑا امام تھا انہوں نے کہا جو کچھ سیدنا عبداللہ بن زبیر نے کیا ہے وہی طریقہ صحیح تھا وہ عمارت درست تھی اور یہ طریقہ جو تم نے بنایا ہے یہ غلط ہے)۔تو پھر اس خلیفہ نے کہا کہ دوبارہ توڑ کر بناؤں؟ تو انہوں نے کہا نہیں اب دوبارہ توڑ کر نہ بنائیں پھر یہ نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کا گھر بادشاہوں کے ہاتھ میں آجائے جو جس کا دل چاہے توڑتا رہے اور بناتا رہے۔تو اس فتنے کو روکنے کے لیے فتنے کے سد باب کے لیے دیکھیں آج بھی کعبہ کی تعمیر ناقص ہے۔

کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں دی تھیں قریش کو جانتے تھے لیکن مصیبت کہاں تھی جانتے ہیں؟

قریش یہ جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ خالق ہے، رازق ہے، مالک ہے، نعمتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں لیکن انہوں نے بتوں کو وسیلہ بنایا شفیع بنایا تاکہ اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے اور اللہ تعالیٰ جو ہے اُن کو رزق عطا فرمائے اور اُن کو امن وامان کی نعمت عطا فرمائے۔

تو یہاں پر امام ابن قتیبۃ رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں "یقولون: هذا بشفاعة آلهتنا" (یہ جو کچھ بھی آپ دیکھتے ہیں یہ ہماری عزتیں، ہماری شان، یہ ہماری شوکت یہ سب ہمارے معبودوں کی شفاعت کی وجہ سے ہے)۔

تو اللہ تعالیٰ کی نعمت بھول گئے کہ نہیں؟ اور پھر اُن کا یہ طرز عمل ایمان کی بنیاد پر ہے؟ کفر کی بنیاد پر ہے ﴿مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَآ إِلَى اللّٰهِ زُلْفَىٰ﴾(الزمر:3)(ہم عبادت نہیں کرتے ان بتوں کی بلا کہ یہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک کردیں)۔

پھر یہ آپ جو ہے یہ لات، یہ عزیٰ، یہ منات یہ کیا ہیں جانتے ہیں؟ یہ نیک اور صالح بزرگ تھے جب مر گئے اُن کے بُت بنادیئے گئے تو پھر اصل پکار کس کی یعنی اصل میں کس کی عبادت کی ہے؟ بُتوں کی نہیں کی عبادت کی ہے ان اولیاء کی لیکن شکل بتوں کی تھی۔

اور شفیع بنایا گیا یعنی عبادت کی گئی لیکن پردہ کیا تھا اوڑھ کیا تھا جس کے پیچھے اپنا یہ شر چھپا رہے تھے کفر چھپا رہے تھے، شرک چھپا رہے تھے کیا تھا؟ شفاعت، اللہ تعالیٰ کی نزدیکی حاصل کرنا۔

شیخ صاحب رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں "وقال عون بن عبد الله" (امام عون بن عبداللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں) "يقولون: لولا فلان لم يكن كذا" ((یہ ساری کی ساری تفسیر ابن جریر الطبری میں یہ الفاظ موجود ہیں، فرماتے ہیں) یہ لوگوں کا کہنا (اس آیت کریمہ کے متعلق) کہ اگر فلاں نہ ہوتا تو یوں ہو جاتا اللہ تعالیٰ کی نعمت کا انکار ہے)۔

یہ بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت کے انکار میں سے ایک انکار ہے کہ کوئی شخص یہ کہے اگر فلان نہ ہوتا تو یوں نہ ہوتا، اگر فلان نہ ہوتا میں ڈاکٹر نہ بنتا، اگر فلان نہ ہوتا تو بزنس میں آپ کو کبھی کامیابی نہ ملتی، اگر فلان منیجر نہ ہوتا تو آج ہماری جو انکم ہے اچھی نہ ہوتی، اگر فلان استاد نہ ہوتا تو میرا بچہ کبھی کامیاب نہ ہوتا، اگر فلان نہ ہوتا تو۔۔۔یہ ساری کی ساری چیزیں جو ہیں یہ لوگوں کو شکر ادا کر رہے ہو اللہ تعالیٰ کے ناشکرے کیوں ہو؟! اللہ تعالیٰ کی نعمت کے ناشکرے کیوں ہو؟! تو اصل میں جو اللہ تعالیٰ کا حق ہے اللہ تعالیٰ کو دینا چاہیے۔

آگے شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "وقال أبو العباس" (ابو العباس فرماتے ہیں)۔ ابو العباس کون ہیں کس کی کنیت ہے؟ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت کیا ہے؟ ابو العباس ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ۔ اس حدیث کے بعد جس کا ذکر ہو چکا ہے اسی کتاب میں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ" (میرے بندوں میں سے بعض ایسے بندے ہیں کہ بعض لوگ مجھ پر ایمان لے کر آئے اور بعض لوگوں نے کفر کا راستہ اختیار کیا ہے)۔

آپ کو یاد ہو گا حدیث بیان کر چکے تھے شروع میں کہ ایک مرتبہ بارش ہوئی اور بارش کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو ہیں فجر کی نماز کے بعد جب نماز پڑھی تو صحابہ کرام کو جمع کر کے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں حدیث قدسی میں کہ آج بعض لوگ ایسے ہیں اُن پر صبح آئی ہے کہ بعض میرے بندوں میں سے مومن ہیں اور بعض کافر ہیں، جس نے یہ کہا کہ بارش اللہ تعالیٰ نے دی ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہوئی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بارش ہوئی ہے تو وہ تو مومن ہے اور کوکب یعنی ستارروں کا جھٹلانے والا ہے اور جن لوگوں نے کہا کہ یہ بارش ستاروں کی وجہ سے آئی ہے فلان سیارے کی وجہ سے آئی ہے تو "كَافِرٌ بِي مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ" (تو اس کا ایمان اُن ستاروں پر ہے سیاروں پر ہے لیکن مجھ پر اس کا ایمان نہیں ہے)۔

اس حدیث کے متعلق امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "وقد تقدم" "یہ حدیث گزر چکی ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں "وهذا كثير في الكتاب والسنة" (اور یہ آپ کو بہت ملے گا کتاب اور سنت میں) "يذم سبحانه وتعالى من يضيف إنعامه إلى غيره ويشرك به" (اللہ تعالیٰ نے مذمت کی ہے ہر اُس شخص کی جو اللہ تعالیٰ کے انعام کی نسبت کسی اور کی طرف کرتے ہیں اور اُس کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنا دیتے ہیں) "قال بعض السلف" (سلف میں سے بعض کا یہ فرمان ہے) "هو كقولهم" (ان کا یہ قول یعنی اللہ تعالیٰ کی ناشکری، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی نسبت کسی اور کی طرف کرنے کی مثال یہ ہے) "هو كقولهم كانت الريح والملاح حاذقا" (کہ ہوا اور کپتان (کشتی کا کپتان جو ہے) بہت ہنر مند تھا، کہ ہوا اچھی تھی زیادہ نہیں تھی اور جو کپتان تھا آگبوٹ کا یا سفینے کا وہ بڑا ہنر مند

تھا بڑا سمجھ دار انسان تھا اس لیے ہم طوفان سے بچ گئے)۔ سبحان اللہ ‘‘ونحو ذلك’’(اور اس جیسے دوسرے جملے)‘‘مما هو جار على ألسنة الكثيرين’’(جیسا کہ اکثر لوگون کی زبانوں پر ایسے الفاظ جاری ہوتے ہیں)۔

طوفان سے کس نے نجات دلائی ہوا کم ہے اس لیے یا ہوا کا رُخ کسی اور جگہ پر تھا؟ یا کپتان جو تھا وہ زیادہ ہنر مند تھا؟ میرے بھائی طوفان کس کی طرف سے آتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی طرف سے، مصیبتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتی ہیں۔ اور جاتی کس کی وجہ سے ہیں ؟ اللہ تعالیٰ کی وجہ سے سبب اللہ تعالیٰ کوئی نہ کوئی بنا دیتا ہے۔ کپتان کو ہنر بھی اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اسے توفیق بھی اللہ تعالیٰ نے دی ہے، ہوا کا رُخ بھی اللہ تعالیٰ نے ہی بدلا ہے۔

تو پھر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو کیوں بھول جاتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ کے احسان کیوں بھول جاتے ہیں؟ ہاں یہ ٹھیک ہے آپ اس کپتان کو داد دیں کہ اللہ آپ کو جزائے خیر دے کہ آپ کی محنت ہے آپ کا علم ہے اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو توفیق عطا فرمائی ہے اور ہم سب کو اللہ تعالیٰ نے نجات عطا فرمائی ہے، یہ صحیح طریقہ ہے۔ واللہ اعلم۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضیٰ بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (080. کتاب التوحید) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio